

# شتم الرسول کی سزا

مولانا ریاض الحسن نوری

اس موضوع پر گذشتہ ادوار میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے جس میں سے چند رسائل درج ذیل ہیں۔

- (۱) السیف المسلول علی من سب الرسول مؤلفہ سبکی۔
- (۲) البصائر المسلول علی شاتم الرسول مؤلفہ ابن تیمیہ۔
- (۳) کتاب تنبیہ الولاة والحکام علی احکام شاتم خیر الانام مؤلفہ ابن عابدین
- (۴) السیف المشهور علی الزندیق وساب الرسول مصنفہ محی الدین حنفی ابن عابدین اپنے رسالہ میں یوں لکھتے ہیں۔

«الفصل الاول، فی وجوب قتله اذ لم يتب وذلك مجمع عليه والكلام فيه في مسألتين احدهما في نقل كلام العلماء في ذلك ودليله والثانية في انه يقتل كفر او مع الكفر  
 «المسئلة الاولى قال الامام خاتمة المجتهدین تقی الدین ابوالحسن علی بن عبد الكافی السبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ فی کتابہ السیف المسلول علی من سب الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال القاضی عیاض اجمعت الامة علی قتل منتفضة من المسلمین وسابہ قال ابوبکر ابن المنذر اجمع عوام اهل العلم علی ان من سب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیہ القتل ومن قال ذلك

مالك بن انس والليث واحمد واسحاق وهو مذهب الشافعي  
 قال عياض وبمثله قال ابو حنيفة واصحابه والثوري واهل  
 الكوفة والاوزاعي في المسلم وقال محمد بن سحنون اجمع العلماء  
 على ان شاتم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم والمنتقص له  
 كافر والوعيد جار عليه بعذاب الله تعالى عليه ومن  
 شك في كفره وعذابه كفر وقال ابو سليمان الخطابي لا اعلم  
 احد من المسلمين اختلف في وجوب قتله اذ كان مسلماً  
 الدليل على كفره فالكتاب والسنة والاجماع والقياس (اما الكتاب)  
 فقوله تعالى (ان الذين يؤذون الله ورسوله لعنهم الله في  
 الدنيا والاخرة واعد لهم عذاباً مهيناً) وقوله تعالى (والذين  
 يؤذون رسول الله لهم عذاب اليم) وقال تعالى (ملعونين  
 اينما تقفوا لخذوا وقتلوا تمثيلاً) فهذه الايات تدل على كفره  
 وقتله -

ترجمہ: پہلی فصل یہ کہ حضور علیہ الصلاة والسلام کو برا کہنے والے کو قتل کرنا واجب ہے  
 جب کہ ایسا مجرم تو بہ نہ کرے۔ اس پر اجماع ہے اور اس میں دو مسائل ہیں پہلا  
 یہ کہ اس مسئلہ پر علماء کا کلام نقل کیا جائے اور ان کی دلیل نقل کی جائے دوسری چیز  
 یہ ہے کہ ایسے شخص کو کفر کی وجہ سے قتل کیا جائے گا یا کفر کے ساتھ بطور حد کے قتل  
 کیا جائے گا۔ پہلے مسئلہ کے متعلق امام صاحب جو کہ خاتمہ المجتہدین ہیں یعنی تقی الدین  
 ابو الحسن علی بن عبد الکافی السبکی رحمہ اللہ اپنی کتاب السیف الملول علی من سب  
 الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھتے ہیں کہ قاضی عیاض کہتے ہیں کہ امت کا اس پر اجماع  
 ہے کہ حضور علیہ الصلاة والسلام کو برا کہنے والے کو قتل کیا جائے گا اگر وہ اسلام کا  
 دعویٰ کرتا ہو۔ ابو بکر ابن المنذر کہتے ہیں کہ عام اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ جو حضور  
 علیہ الصلاة والسلام کو برا کہے گا اسے قتل کیا جائے گا۔ امام لیث و امام احمد

داسحاق اور امام شافعی وغیرہ کا مذہب یہی ہے۔ قاضی عیاض کہتے ہیں کہ اسی کے مثل ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب، امام ثوری اور اوزاعی بھی کہتے ہیں جب کہ براکنے والا اسلام کا دعویٰ کرتا ہو۔ محمد بن سحنون (مالکی) کہتے ہیں کہ تمام علماء کا اس پر اجماع ہے حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو براکنے والا یا ان میں عیب جوئی کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الہی کی وعید آئی ہے۔ جو شخص اس کے کفر میں شک کرے گا اور اس کے عذاب میں شک کرے گا وہ بھی کافر ہے۔ امام خطابی کہتے ہیں کہ میں کسی ایسے مسلمان کو نہیں جانتا جو ایسے نام نہاد مسلمان کے قتل کے وجوب میں شک کرے۔

اس کے کفر کے دلائل قرآن۔ سنتہ اجماع اور تیس س سے ثابت ہیں۔ جہاں تک قرآن کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ اللہ کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں ان کے لیے عذاب الیم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ ملعونین ہیں۔ جہاں پائے جائیں اور پکڑے جائیں ان کو خوب خوب قتل کرو۔ پس یہ آیات ایسے مجرم کے کفر پر دلالت کرتی ہیں (مجموعہ رسائل ابن عابدین صفحہ ۳۱۶ ر ۳۱ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور)۔

خاکسار کہتا ہے کہ مذکورہ بالا آیات کے علاوہ اور بھی آیات ایسے مجرم کے قتل کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں۔ جب حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی حکومت قائم ہوگئی تو آپ نے جو کہنے والے کو آدمی بھیج کر قتل کرایا جیسے کعب بن اشرف کا واقعہ بخاری ابوداؤد وغیرہ میں مذکور ہے لیکن اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اس کا ذمہ لیا جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو برا کہنے تو اس کے قتل کا بند و بست من جانب اللہ کر دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں۔

اِنَا كَفَيْكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ

ترجمہ: یعنی ان استہزاء کرنے والوں کے لیے آپ کی طرف سے ہم کافی ہیں۔

مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں ابن کثیر لکھتے ہیں۔

”چنانچہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم راستے سے جا رہے تھے کہ بعض مشرکوں نے آپ کو چھیڑا اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہیں چوکا مارا جس سے ان کے جسموں میں ایسا ہوا گیا جیسے نیزے کے زخم ہوں اسی میں وہ مر گئے اور یہ لوگ مشرکین کے بڑے بڑے رؤسا تھے۔ بڑی عمر کے تھے اور نہایت شریف گئے جاتے تھے۔ بنو اسد کے قبیلے میں سے اسود بن عبدالمطلب ابو زمعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا ہی دشمن تھا۔ ایذا میں دیا کرتا تھا اور مذاق اڑایا کرتا تھا آپ نے تنگ آ کر اس کے لیے بددعا بھی کی تھی کہ خدایا اسے اندھا کر دے، بے اولاد کر دے۔ بنی زہرہ میں سے اسود تھا اور بنی مخزوم میں سے ولید نے اور بنی وسیم میں سے عاص بن وائل تھا۔ اور خزاعہ میں سے حارث تھا۔ یہ لوگ برابر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کے درپے رہتے تھے اور لوگوں کو آپ کے خلاف ابھارا کرتے تھے اور جو تکلیف ان کے بس میں ہوتی آپ کو پہنچایا کرتے جب یہ اپنے مظالم میں حد سے گزر گئے اور بات بات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فاصدع سے یعلمون تک کی آیتیں نازل فرمائیں۔ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم طواف کر رہے تھے کہ حضرت جبرائیل آئے بیت اللہ شریف میں آپ کے پاس کھڑے ہو گئے اتنے میں اسود بن عبد یغوث آپ کے پاس سے گذرا وہ حضرت جبرائیل نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا اسے پیٹ کی بیماری ہو گئی اور اس میں وہ مرا۔ اتنے میں ولید بن مغیرہ گذرا اس کی ایڑی ایک خزاعی شخص کے نیزہ پھل سے کچھ معمولی سی چھیل گئی تھی اور اسے بھی دو سال گذر چکے تھے حضرت جبرائیل نے اسی کی طرف اشارہ کیا وہ پھول گئی پکی اور اسی میں وہ مرا۔ پھر عاص بن وائل گذرا اس کے تلوے کی طرف اشارہ کیا کچھ دنوں بعد یہ طائف جانے کے لیے اپنے گدھے پر سوار چلا جا رہا تھا کہ راستے میں گر پڑا اور تلوے میں کیل گھس گئی جس نے اس کی جان لے لی حارث کے سر کی طرف اشارہ کیا اسے خون آنے لگا اور اسی میں مرا۔ ان

سب موزیوں کا سردار ولید بن مغیرہ تھا۔ اسی نے انہیں جمع کیا تھا۔  
پس یہ پانچ یا سات شخص تھے جو جڑتھے اور ان کے اشاروں سے اور ذلیل  
لوگ بھی کمینہ پن کی حرکتیں کرتے رہتے تھے۔

یہ لوگ اس لغو حرکت کے ساتھ یہ بھی کرتے تھے کہ خدا کے ساتھ دوسروں  
کو شریک کرتے تھے۔ انہیں اپنے کروت کا مزہ ابھی ابھی آجائے گا۔ اور بھی جو رسول  
کا مخالف ہو خدا کے ساتھ شریک کرے اس کا یہی حال ہے۔ یہیں خوب معلوم ہے  
کہ ان کی بے ہودہ گوئی سے اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں تکلیف ہوتی ہے، دل  
تنگ ہوتا ہے۔ لیکن تم ان کا خیال بھی نہ کرو۔ اللہ تمہارا مددگار ہے۔ تم اپنے  
رب کے ذکر اور اس کی تسبیح اور حمد میں لگے رہو۔ اس کی عبادت جی بھر کر کرو نماز  
کا خیال رکھو، سجدہ کرنے والوں کا ساتھ دو۔ روکیجئے، ترجمہ تفسیر ابن کثیر سورہ حجر  
آیت نمبر ۹۵ مطبوعہ ہندوستان)

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں :

”والمعنى اصدع بما تؤمرو ولا تخف غير الله؛ فان الله كافيك من  
اذك كما كافك المستهزئين، وكانوا خمسة من رؤسا، اهل مكة  
وهم الوليد بن المغيرة وهو راسهم، والعاص بن وائل والاسود  
بن المطلب والاسود بن عبد يغوث والحارث بن الطلائع، اهلكهم الله جميعا  
قيل: يوم بدر في يوم واحد؛ لاستهزائهم برسول الله صلى  
الله عليه وسلم. وسبب هلاكهم فيما ذكره ابن اسحاق: ان جبرئيل  
اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهم يطوفون بالبیت، فقام  
وقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فمذبه الاسود ابن المطلب  
فرمى في وجهه بورقة خضراء فعسى ووجعت عينه، فجعل  
يضرب برأسه الجدار ومربه الاسود بن عبد يغوث فاشار  
الى بطنه فاستسقى بطنه فمات منه حيناً، ويقال: بحبن (بالكسر)

حبنا وحبنا مفعول عظم بطنه بالماء الاصفر، فهو احب،  
 والمرأة حبنا؛ قاله في الصحاح، ومربه الوليد بن المغيرة  
 فاشار الى اثر جرح باسفل كعب رجله، وكان اصابه قبل ذلك  
 بسنين، وهو يحرسبله؛ وذلك أنه مر برجل من خزاعة  
 بریش نبلا له فتعلق سهم من تيله بازاره فخدش في  
 رجله ذلك الخدش وليس بشيء، فانتقص به فقتله، ومربه  
 العاص بن وائل فاشار الى اخمص رجله، فخرج على حمار له  
 يريد الطائف، فربض به على شبرقة فدخلت في اخمص  
 قدمه شوكة فقتلته، ومربه الحارث بن الملائكة، فاشار الى راسه  
 فاستخط نيفا فقتله وقد ذكر في سبب موتهم اختلاف قريب من  
 هذا، وقيل: انهم المراد بقوله تعالى: فخر عليهم السفن من قوتهم  
 شبه ما اصابهم في موتهم بالسفن.

ترجمہ: جس بات کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اسے صاف صاف سنا دیجیے اور اللہ کے  
 سوا کسی سے نہ ڈریے اور اللہ اید اویسے والوں کے خلاف آپ کو کافی ہے  
 جیسا کہ اس نے مذاق کرنے والوں کے خلاف آپ کی کفایت کی۔ یہ مذاق کرنے والے روساء اہل مکہ میں سے  
 پانچ شخص تھے بلید بن مغیرہ انکا سردار تھا۔ دوسرا عاص بن امل تھا تیسرا اسود بن مطلب تھا چوتھا اسود  
 بن عبد یغوث۔ پانچواں حارث بن طلاطلہ تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ان سبکو ہلاک کیا۔ ان کا واقعہ ابن اسحق نے یوں بیان کیا ہے۔  
 کہ جب ربیل علیہ السلام حضور علیہ الصلاة والسلام کے پاس آئے جب کہ یہ لوگ کعبہ  
 کا طواف کر رہے تھے۔ جب ربیل کھڑے ہوئے۔ آپ بھی کھڑے ہو گئے۔ وہاں سے  
 اسود بن عبد المطلب گذرا۔ حضرت جب ربیل نے ایک سبز پتہ اسود کی طرف پھینکا

پس وہ اندھا ہو گیا اور اس کی آنکھ میں سخت درد ہونے لگا اور وہ اپنا سر دیوار سے پٹکنے لگا۔ پھر اسود بن عبد یغوث گذرا۔ حضرت جبرائیل نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ اس کے پیٹ میں پانی کی بیماری ہو گئی اور وہ پیٹ پھولنے سے مر گیا پھر حارث بن طلاطلہ گذرا۔

حضرت جبرائیل نے اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ اس کے سر سے خون آنے لگا۔ اسی سے مر گیا۔ اس کے مرنے اور سر سے خون نکلنے کے متعلق بعض لوگوں نے دوسری روایت بھی بیان کی ہے۔ کہ قرآن میں جو ایک دوسری آیت ہے یعنی فخر علیہم السقف من فوقہم یعنی ان کے سر پر چھت گر پڑی۔ تو آیت ہذا میں اس کا ذکر ہے۔ (تفسیر قرطبی ج ۱۰ ص ۶۲، ۶۳)

ابن کثیر نے تو ابن اسحق کا حوالہ دیا تھا۔ لیکن سیوطی نے اپنی تفسیر درمنثور میں سورہ حجر کی آیت نمبر ۹۵ کی تفسیر کرتے ہوئے ابن جریر۔ طبرانی۔ ابن مردویہ الضیاء فی المختارہ وغیرہ بہت سی کتب کے حوالے دیے ہیں اور الفاظ کے تھوڑے سے تغیر کیساتھ تہذیب ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب دشمنان رسول کو بری طرح ہلاک فرمایا ملاحظہ ہو۔

عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستغنیاً سینین لا یظہر شیئاً مما انزل اللہ حتی نزلت فاصدع بما تومر یعنی اظہر امرک بمکہ فقد اهلك اللہ المستہزئین بک وبالقرآن وهم خمستہ دمط فأتاہ جبریل بہذہ الایۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أراہم أحياء بعد کلہم فاهلکوا فی یوم واحد ولیلۃ منهم العاص بن وائل السہمی خرج فی یومہ ذلک فی یوم مطیر فخرج علی راحلہ بسیرو ابن لہ یتنزہ ویغدی فنزل شعباً من تلك الشعاب فلما وضع قدمہ علی الارض قال لدغت نطالجبوا فلم یجدوا شیئاً وانتفخت رجلہ حتی صارت مثل عنق البعیر فمات مکانہ ومنہم الحارث بن قیس السہمی اکل حوتاً ما لحا فاصابہ قلبہ عطش فلم یزل یشرب علیہ من

الماء حتى انقذ بطنه فمات وهو۔ يقول قتلتني رب محمد ومنهم الاسود  
ابن المطلب وكان له ابن يقال له زمعة بالشام وكان رسول الله صلى الله  
عليه وسلم قد دعا على الاب ان يعمى بصره وان ينكل ولده فاتاه جبرئيل  
بورقة حضرا فرما بهما فذهب بصره وخرج يلاقى ابنه ومعه غلام  
له فاتاه جبرئيل وهو قاعد في اصل شجرة فجعل ينطح رأسه ويضرب وجهه بالشوك  
فاستغاث بغلامه فقال له غلامه لا ارى احد ايصح بك شيئا غير نفسك حتى  
مات وهو يقول قتلتني رب محمد ومنهم الوليد بن المغيرة مر على نبل لرجل  
من خزاعة قد راسها وجعلها في الشمس فربطها فانكسرت فتعلق به  
سهم منها فاصاب اكله فقتله ومنهم الاسود بن عبد يغوث خرج من اهله  
فاصابه السموم فاسود حتى عاد حبشيا فاتى اهله فلم يعرفوه فاغلقوا  
دونه الباب حتى مات وهو يقول قتلتني رب محمد تقتلهم الله جميعا  
فاظهر رسول الله صلى الله عليه وسلم امره واعلنه بمكة

سیوطی نے اپنی کتاب خطا لئس الکبریٰ جلد اول صفحہ ۳۶۵ پر مذکورہ بالا آیت کی  
تفسیر میں ان پانچوں کا ذکر کیا ہے پھر اس کے بعد میں صفحات ۳۶۹ تا ۳۷۹ باب  
باندھا ہے جس کا عنوان ہے کہ حضور علیہ الصلاة والسلام نے ابن ابی لہب کے بددعا دی۔  
اس باب میں وہ لکھتے ہیں کہ ابولہب کے بیٹے نے ایک مرتبہ حضور علیہ الصلاة  
والسلام کو بُرا بھلا کہا۔ تو آپ نے دعا مانگی کہ اے اللہ اپنے کسی کتے کو اس پر مسلط  
کر دے۔ ابولہب کپڑا بیچنے کے لیے شام کی طرف اپنے بیٹے کو غلاموں کو ساتھ  
بھیجا کرتا تھا۔ اور کہا کرتا تھا کہ میں اپنے بیٹے کے متعلق ڈرتا ہوں کہ اس کو محمد (صلی اللہ  
علیہ وسلم) کی بدعائد لگ جائے۔ پس اس کے غلام اور وکیل جب اس تجارتی سفر  
میں رات کو ٹھہرتے تو ابولہب کے بیٹے کی حفاظت کا خاص اہتمام کرتے۔ اسے  
دیوار کے ساتھ لٹاتے۔ اس پر کپڑے ڈالتے اور سامان وغیرہ اس کے چاروں  
طرف رکھ کر ہر طرف سے اس کے بچاؤ کا بندوبست کرتے۔ وہ عرصہ تک



یونہی کرتے رہے۔ لیکن آخر کار ایک دن دزدہ آیا اور اسے ہلاک کر گیا۔ جب اس کی موت کی خبر ابولہب کو پہنچی تو بولا کہ میں نے تم کو نہیں کہا تھا کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بدعا سے اپنے بیٹے کے متعلق ڈرتا ہوں (بیہقی۔ ابونعیم،

اسن کے بعد سیوطی نے بیہقی ہی کی دوسری سند جو قباہ کے طریق پر مروی ہے اس کو بیان کیا ہے۔ جس میں ہے کہ ابولہب کا بیٹا عتبہ بھی حضور کی بدعا سے ڈرتا رہتا تھا۔ کتا تھا کہ وہ مکہ میں ہیں اور میں شام میں ہوں لیکن واللہ ان کی دعا مجھے ہلاک کر دے گی۔ آخر شیر نے اسے ہلاک کر دیا۔

مزید اس کی موت کے متعلق ابونعیم اور ابن عساکر کے طریق پر بھی روایت بیان کی ہے جو زیادہ مفصل ہے۔ ایک دوسری روایت نقل کی ہے جس میں ہے کہ ابولہب کے بیٹے کو اس کے ساتھی درمیان میں رکھتے تھے لیکن ایک رات دزدہ آیا اور اسے ہلاک کر گیا۔

ان تمام روایات سے ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہنے والی کی سزا اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین ہے اور وہ موت اور صرف موت ہے۔ عمر قید وغیرہ نہیں۔

(ب) الم تر االی الذین یزعمون انہم امنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلك یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا

به ویرید الشیطان ان یضلہم ضللا لا یجید (النساء ۶۰)

ترجمہ: کیا تو نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جو دعوائے کرتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے جو آپ پر نازل ہوا۔ اور جو آپ سے قبل نازل ہوا۔ پھر جانتے ہیں کہ طاغوت سے فیصلہ کرانے جائیں۔ حالانکہ ان کو حکم ہوا ہے کہ اس کا انکار کریں۔ شیطان تو چاہتا ہے کہ تم کو عظیم گمراہی میں ڈال دے۔

فیہا ثلاث مسائل:

المسألة الاولى۔ فی سبب نزولہا:

یروی انہا نزلت فی رجل من المنافقین نازع رجلا من الیہود،

فقال الیہودی: بینی و بینک ابوالقاسم و قال المنافق: بینی

و بینک الکابن۔

وقیل : قال المنافق : بینی و بینک کعب بن الاشرف ، یفد الیہودی

من یقبل الرشوة و یرید المنافق من یقبلها ،

و یروی ان الیہودی قال له : بینی و بینک الکامن ، حتی ترا نفا

الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، فحکم للیہودی علی المنافق . فقال

المنافق : لا ارضی ، بینی و بینک ابوبکر ؛ فاتی ابا بکر فحکم ابوبکر

للیہودی ، فقال المنافق : لا ارضی ، بینی و بینک عمر ، فاتی عمر

فاخبره الیہودی بما حدری ، فقال : امهلا حتی ادخل بیتی فی حاجۃ

فدخل فاخرج سيفه ثم خرج ، فقتل المنافق ؛ فشكى اهله ذلك

الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، فقال عمر : یا رسول اللہ انه رد

حکمک ، فقال له النبی صلی اللہ علیہ وسلم : انت الفاروق ، و فی

ذلك نزلت الآیات كلها الی قوله «... ویسلموا تسلیمًا»

دامام قرطبی : احکام القرآن : صفحہ ۴۵۵ سورہ نساء

یعنی اس کے شان نزول کے سلسلے میں یہ روایت بھی بیان کی جاتی ہے کہ ایک

یہودی نے ایک منافق سے کہا کہ ہم اپنے بھگڑے کا فیصلہ ابوالقاسم یعنی حضور علیہ

الصلاة والسلام سے کراتے ہیں۔ منافق نے کہا کہ کاہن سے کراتے ہیں۔ حتی کہ

دونوں جناب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے آپ نے یہودی کے حق میں

فیصلہ دیا تو منافق بولا کہ میں راضی نہیں چلو ہم حضرت ابوبکر سے فیصلہ کراتے ہیں پس حضرت

ابوبکرؓ نے بھی یہودی کے حق میں فیصلہ دیدیا منافق بولا کہ میں راضی نہیں چلو حضرت عمرؓ (رضی اللہ عنہم)

سے فیصلہ کراتے ہیں۔ دونوں حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے تو یہودی نے حضرت عمرؓ کو تمام ماجرا سنا

دیا۔ آپ نے ان سے کہا کہ ٹھہرو میں ذرا ایک ضرورت سے گھر میں سے ہواؤں۔

آپ گھر میں گئے اور تلوار سونت کر باہر نکلے اور منافق کو قتل کر دیا۔ اس کے گھر

والوں نے حضور علیہ الصلاة والسلام سے شکایت کی۔ جواب میں حضرت عمرؓ نے

کہا یا رسول اللہؐ اس نے آپ کے حکم کو رد کر دیا تھا۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ تم فاروق ہو۔ یعنی حق و باطل میں فرق کو تم نے ظاہر کر دیا۔ اس واقعہ

سے آپ کا نام فاروق پڑا۔

## صحیح حدیث سے قتل کا ثبوت

ابن حزم حدیث سے ثبوت فراہم کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

”ابن عبد الملك بن ایمن نا ابو محمد حبیب البخاری - هو صاحب

ابی ثور ثقة مشهور - نام محمد بن سهل سمعت علی بن المدینی

یقول : دخلت علی امیر المؤمنین فقال لی اتعرف حدیثا مسندا

فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیقتل ؟ قلت : نعم فذکرت

له حدیث عبد الرزاق عن معمر عن سماک بن الفضل عن عروة

بن محمد عن رجل من بلقیین قال : درکان رجل یشتم النبی صلی اللہ

علیہ وسلم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم : من یکفینی عدوا

لی ؟ فقال خالد بن الولید : انا فبعثه النبی صلی اللہ علیہ وسلم

الیہ فقتله فقال له امیر المؤمنین لیس هذا مسندا هو عن رجل

فقلت : یا امیر المؤمنین بہذا یعرف هذا الرجل وهو اسمہ

وقد اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فبايعه وهو مشہور معروف

قال فامر لی بالف دينار“

**قال ابو محمد رحمہ اللہ :** هذا حدیث مسند صحیح وقد

رواه علی بن المدینی عن عبد الرزاق كما ذکرہ ، وهذا رجل

من الصحابة معروف اسمه الذی سماہ بہ اہلہ رجل من بلقیین

فصح بہذا کفر من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانه عدو

للہ تعالیٰ“

ترجمہ ! علی بن المدینی فرماتے ہیں کہ میں امیر المؤمنین کے پاس گیا تو انہوں نے

مجھ سے پوچھا کہ کیا تم ایسی مسند حدیث جانتے ہو جس میں یہ ہو کہ جو حضور علیہ

الصلاة والسلام کی بچو کرے اسے قتل کر دیا جائے؟ میں نے جواب دیا کہ ہاں پھر میں نے ان سے عبد الرزاق کی حدیث عن معمر عن سماك بن الفضل عن عدوہ بن محمد عن رجل من بلقين بیان کی کہ بلقین کے ایک صاحب نے فرمایا کہ ایک شخص تھا جو حضور علیہ الصلاة والسلام کو برا بھلا کہا کرتا تھا۔ تو جناب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون شخص میرے دشمن کے خلاف مجھے کفایت کرے گا؟ یہ سن کر حضرت خالد بن ولید نے کہا کہ میں! پس حضور علیہ الصلاة والسلام نے ان کو بھیجا اور انہوں نے اس کو جا کر قتل کر دیا۔ یہ سن کر امیر المؤمنین نے کہا کہ یہ روایت اس وجہ سے مسند نہیں کہلا سکتی کہ اس میں یہ ہے کہ ایک شخص نے کہا۔ میں جواب دیا کہ یہ شخص اسی لقب سے مشہور تھا اور یہی اس کا نام ہے۔ یہ شخص حضور علیہ الصلاة والسلام کے پاس آیا تھا اور بیعت کی تھی۔ یہ مشہور اور معروف ہے۔ پس خلیفہ نے مجھے ایک ہزار دینار انعام دیا۔

ابن حزم کہتے ہیں کہ یہ حدیث مسند اور صحیح ہے۔ علی المدینی نے اسے عبد الرزاق سے (عمدہ راویوں) سے بیان کیا ہے۔ اور راوی صحابہ میں سے ہے اور اسی نام سے مشہور ہے۔ اسی نام سے اس کے گھر والے پکارتے تھے اور اس کا یہی نام پڑ گیا تھا۔ پس اس روایت سے سب الرسول کا کفر ثابت ہو گیا اور یہ کہ وہ خدا کا دشمن ہے۔ خاکسار کہتا ہے کہ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ سب الرسول سے توبہ کرنے۔ اسلام لانے یا جزیہ دینے کی کوئی بات نہ کی جائے گی۔ بلکہ جاتے ہی اسے قتل کر دیا جائے گا

من بدل دینہ فاقتلوه (مسند احمد۔ بخاری۔ کنز العمال)  
**دوسری حدیث:** کنز العمال: ۱: ۳۸۷ من سب الانبیاء قتل ومن  
 سب اصحابی جلد ۱ طبرانی۔ کنز العمال (حوالہ کے لیے دیکھیے کنز العمال جلد اول

حدیث نمبر ۳۲۴۷۸)

یعنی ایک حدیث یہ ہے کہ جس نے دین تبدیل کیا اسے قتل کر دو۔

یہاں دین سے مطلب اسلام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اعلان کر دیا کہ ان الدین عند اللہ الا سلام یعنی دین کا مطلب اللہ کے نزدیک اسلام ہے۔ پس جو مسلمان حضور کو برا کہتا ہے وہ گویا دین بدلتا ہے پس اس کا قتل واجب ہے۔

دوسری حدیث میں واضح طور پر کہ دیا گیا ہے کہ جو نبی کو برا کہے اسے قتل کر دو پس دونوں سے قتل کا وجوب ثابت ہوا۔  
تیسری حدیث: کعب بن اشرف کا قتل۔

کعب بن الاشرف یہودی کے قتل کا سر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے پچیسویں مہینے ۴ ربیع الاول کو ہوا۔ وہ شاعر تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی بھوکھا کرنا تھا۔ مخالفت پر لوگوں کو برا لگنے لگنا اور ایذا دینا تھا۔ غزوہ بدر ہوا تو وہ ذلیل و سرنگوں ہو گیا اور کہا کہ آج زمین کا شکم اس کی پشت سے بہتر ہے۔

وہ مکہ آیا، مقتولین پر قریش کو رلایا کعب بن الاشرف کی ریشہ دوانی: اور شعر کے ذریعے سے برا لگنے لگایا،

یہ منہ زبانی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسے اللہ ابن الاشرف کے اعلان شر اور شعر کہنے کو تو جس طرح چاہیے مجھ سے روک دے، نیز ارشاد فرمایا، کوئی ہے جو ابن الاشرف سے میرا انتقام لے، کیونکہ اس نے مجھے ایذا پہنچائی ہے۔

محمد بن مسلمہ: محمد بن مسلمہ نے عرض کی، اس کے لیے میں ہوں، یا رسول اللہ! میں اسے قتل کر دوں گا آپ نے اجازت دی اور فرمایا سعد

بن معاذ سے اس کے بارے میں مشورہ کر لو۔ محمد بن مسلمہ اور قبیلہ اوس کے چند آدمی جمع ہوئے جن میں عباد بن بشر، ابو نائلہ، سلکان بن سلامہ، الحارث بن اوس بن معاذ اور ابو حلس بن جبیر بھی تھے۔

انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم لوگ اسے قتل کر دیں گے، اجازت دیجیے کہ ہم کوئی بات بنائیں، فرمایا مناسب ہے چنانچہ ایک تدبیر سے انہوں نے اس کا سر تم کر دیا

زہری سے حق تعالیٰ کے اس قول "ولتسمعن من الذین اوتوا الكتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیراً" ان لوگوں سے جن کو تم سے قبل کتاب دی گئی اور ان لوگوں جنہوں نے شرک کیا تم لوگ ضرور ضرور بہت سی ایذا رساں باتیں سنو گے، کے بارے میں مروی ہے کہ وہ کعب بن الاشرف ہے جو مشرکین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے خلاف اپنے اشعار سے برا نگینہ کرتا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی جو کرتا تھا دار و ترجمہ طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ ۳۳-۳۴-۳۵ (۳۷۶)

مذکورہ بالا روایات سے ثابت ہو گیا کہ کعب بن اشرف کا اصل گناہ حضور علیہ الصلاة والسلام کی جو کرتا تھا۔

## حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمر بن عبد الغزیز کا فتویٰ

ابن حزم نے محلی جلد ۱۱ صفحہ ۲۰۹-۲۱۰ میں تین مختلف روایات نقل کی ہیں جن کا مضمون ایک ہی ہے۔ سب سے مختصر صفحہ ۲۰۹ پر یوں ہے:

ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ اور وہ ایک شخص پر سخت ناراض ہو رہے تھے اور وہ بھی جواب دینے لگا۔ پس میں نے آپ سے کہا کہ کیوں، زمین اس کی گردن اڑا دوں۔ آپ نے مجھے ڈانٹا اور کہا کہ حضور علیہ الصلاة والسلام کے بعد کسی کو یہ حق نہیں کہ اسے برا کہنے والے کی گردن اڑا دی جائے۔

باقی دو روایات مفصل ہیں لیکن مدعا یہی ہے صفحہ ۲۱۰ پر اسی قسم کا واقعہ حضرت عمر بن عبد الغزیز کے متعلق بھی مروی ہے۔

خلیفہ عمر ثانی کے عامل کو فز نے آپ کو لکھا کہ یہاں ایک شخص ہے جو آپ کو برا بھلا کہتا ہے (انی وجدت رجلاً بالکوفة لیسک) اور اس کا ثبوت ہمیں مل گیا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ اسے قتل کر دوں۔ یا اس کے ہاتھ کاٹ دوں یا زبان کاٹ دوں۔ یا کوڑے ماروں۔ لیکن پھر میں نے سوچا کہ آپ سے مشورہ کر لوں۔ اس کے

جواب میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ خدا کی قسم کہ اگر تم اسے قتل کرتے تو میں بھی تم کو قتل کر ڈالتا۔ اگر اس کا ہاتھ کاٹتے تو میں تمہارا ہاتھ کاٹ ڈالتا۔ اسے کوڑے مارتے تو میں تم کو (قصاص میں) کوڑے مارتا۔ پس جب میرا خط تم کو ملے تو تم اس کو لے کر باہر نکلو اور اسے اسی طرح برا بھلا کہو جیسے اس نے مجھے کہا ہے۔ یا اسے معاف کر دو۔ معاف کرنا مجھے زیادہ پسند ہو گا۔ کسی شخص کو برا بھلا کہنے والا قتل نہیں کیا جا سکتا سوائے اس شخص کے جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو برا کہے۔

اس کے بعد ابن حزم لکھتے ہیں کہ یہی رائے ام ابو حنیفہ۔ مالک شافعی۔ احمد بن حنبل۔ اسحاق بن راہویہ اور تمام محدثین کی ہے۔

## حق اللہ وحق العباد کا فرق

جو لوگ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو برا کہنے والے مجرم کی توبہ کے قائل ہیں وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ توبہ اور رجوع عن الاقرار کے سلسلے میں حقوق اللہ اور حقوق العباد میں فرق ہے۔

ومن اقر بالقذف ثم رجع لم يقبل رجوعه

یعنی جو ذمہ کا اقرار کر لے اور اس کے بعد اقرار سے پھر جائے تو اس کا رجوع مقبول نہ ہو گا کیونکہ یہ حق العباد کا معاملہ ہے۔

یہ بات بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کا گناہ تو توبہ سے معاف ہو جاتا ہے لیکن بندہ کا گناہ توبہ سے معاف نہیں ہوتا بلکہ اسی شخص سے معاف کرانا پڑتا ہے جس کا گناہ کیا ہو۔

شہید کے سب گناہ جو حق اللہ سے متعلق ہیں وہ معاف ہو جاتے ہیں لیکن حقوق العباد معاف نہیں ہوتے۔ قرضہ بھی معاف نہیں ہوتا۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو برا کہنے والا تو اللہ کا گنہگار بھی ہے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا گنہگار بھی ہے۔ بلکہ ان تمام مسلمانوں کا گنہگار بھی ہے جو اس وقت زندہ

ہوں جن کے دل کو اس بات سے صدمہ پہنچا ہو۔

مثلاً کوئی شخص مجھ پر یا کسی پر زنا۔ چوری یا رشوت کا کوئی بھی الزام لگائے تو ہمیں اس پر غصہ ضرور آئے گا لیکن اتنا نہیں کہ ہم اسے قتل کر دیں۔ لیکن اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی برا کئے گا تو ہمارا دل ہی چاہے گا کہ اسے ہم قتل ہی کر دیں اس بات کو ابن عابدین نے بھی تسلیم کیا ہے ان کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

« فنفس المؤمن لا تشتفی من هذا الساب العین الطاعن

فی سید الاولین والآخرین الا بقتله وسلبه بعد تعذیبہ وضربه

فان ذلك هو اللائق؛ (رسائل ابن عابدین صفحہ ۲۴۸)

یعنی مومن کے دل کی تشفی اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو برا کہنے والے لعین کو عذاب دینے اور مارنے پٹینے کے بعد قتل نہ کیا جائے اور پھر اس کو مسلوب نہ کیا جائے۔ دس ثابت ہوا کہ سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قتل ضروری ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ تاریخ اسلام میں ہمیشہ اسی پر عمل ہوتا رہا حتیٰ کہ جب مسلمان غلام تھے جب بھی وہ شاتم رسول کو قتل کرتے رہے۔ دہلی میں عبدالرشید نے شاتم رسول ہندو کو قتل کیا۔ لاہور میں غازی علم الدین نے رنگیلار رسول لکھنے والے ہندو کو قتل کیا کراچی میں عبدالقیوم نے شاتم رسول کو عین عدالت میں جب کہ مقدمہ پیش ہو رہا تھا قتل کر دیا۔ اگر جمہوریت کے جدید اصول کو لیا جائے تب بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ تمام مسلمان اسی کے قائل رہے ہیں۔ حتیٰ کہ اکبر اعظم کے دور میں جب ہندوؤں کا اثر دہر بار پر بہت زیادہ تھا۔ اس کی کئی رانیاں ہندو تھیں تب بھی شاتم رسول ہندو کو قاضی کے عدالتی فیصلے کے مطابق قتل کیا گیا اس کی تفصیل عبدالقادر بدایونی نے منتخب التواریخ میں دی ہے (اردو ترجمہ صفحات ۶۰۶، ۶۰۷ مطبوعہ غلام علی لاہور) عبدالرحیم قاضی متھرانے شیخ کے پاس ایک استغاثہ بھیجا کہ ہم ایک مسجد کی تعمیر کا ارادہ کرتے ہیں مگر یہاں کے ایک سرکش مالدار برہمن نے ہمارا عمارتی ساز و سامان



اٹھو لیا اور اس سے بت خانہ کی تعمیر شروع کرادی۔ میں نے جب اس کی گوشمالی کا ارادہ کیا تو گواہ موجود ہیں کہ اس نے حضور اکرم کو برا بھلا کہنا شروع کیا اور مسلمانوں کی سخت توہین کی۔ شیخ نے اس برہمن کو بلا بھیجا لیکن وہ نہ آیا۔ آخر بادشاہ نے بیربر اور شیخ ابوالفضل کو بھیجا یا اور وہ اسے لے آئے۔ شیخ ابوالفضل نے جو کچھ لوگوں سے سنا تھا بیان کیا اور کہا کہ اس بات کی تحقیق ہوگئی ہے کہ اس نے گالی بلی تھی۔ اس کی سزا کے معاملہ میں علماء کے دو گروہ ہو گئے۔ ایک تو اسے قتل کرانا چاہتا تھا دوسرا اس کی تشہیر اور جرمانہ پر زور دے رہا تھا۔ اس معاملہ میں بحث طول پکڑ گئی۔ شیخ نے بادشاہ سے اس کے قتل کی اجازت حاصل کرنے کے لیے بڑا اصرار کیا۔ بادشاہ نے صراحتاً اجازت نہ دی اور گول مول کہہ دیا کہ شرعی سزا میں تم سے تعلق رکھتی ہیں ہم سے کیا پوچھتے ہو؟ وہ برہمن اس جھگڑے میں مدتوں قید میں پڑا رہا۔ بادشاہی محل کی عورتیں اس کی رہائی کے لیے سفارشیں کرنے لگیں لیکن بادشاہ کو شیخ کا بڑا لحاظ تھا۔ اس لئے رہائی کا حکم نہ دیا۔ شیخ نے اس کے قتل کے لئے زیادہ اصرار کیا تو بادشاہ نے جواب دیا میں تو تم سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ تم جو مناسب جانو کرو۔ شیخ نے مکان پر پہنچتے ہی اس کے قتل کا حکم دے دیا۔

اس سزا پر بعد میں اگر بادشاہ نے رانیوں اور ہندو رتنوں کی بنا پر اعتراض کیا تو وہ بھی اتنا کہ سکا کہ شک کا فائدہ ملزم کو ملنا چاہئے تھا۔

اس سلسلے میں خاکسار کی رائے اگرچہ ابن حزم سے ملتی ہے کہ شبہ سے حد زائل ہو جاتی ہے والی روایت ضعیف ہے لیکن خاکسار کے سامنے دوسری حدیث موجود ہے جو بالکل صحیح ہے کہ:

### انما الاعمال بالنیات

یعنی اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔ جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ ملزم کی نیت واقعی شتم یا سب کی تھی محض شک کی وجہ سے قتل کی سزا نہیں دی جاسکتی۔ الاعمال بالنیات والی حدیث قتل کی سزا کا راستہ روک دیتی ہے جب تک نیت واضح نہ ہو۔

پس اس بات کا پورا اطمینان ضروری ہے کہ ملزم کی نیت یقینی طور پر حضور کو برا کہنے کی ہو جیسا کہ ان ہندو جینوں کی نیت واقعی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو برا کہنے کی تھی جن کو مسلمانوں نے قتل کیا۔ ان کی کتب اس پر یقینی ثبوت تھیں کوئی شک یا شبہ کا سوال پیدا نہیں ہوتا تھا۔

پس اگر شاتم رسول کا جرم اس طرح سے ثابت ہو جائے کہ شبہ کا کوئی سوال ہی نہ ہو تو اس کو قتل کی سزا دی جائے گی اور توبہ قبول نہ کی جائے گی۔

اب ہم جملہ مفسدہ کو چھوڑ کر پھر بندے کے گناہ سے توبہ کی نامقبولیت کی طرف آتے ہیں۔ بندہ کا معاف کرنا ضروری ہوتا ہے۔ قذف کے جرم میں اللہ تعالیٰ کا حق بھی ہے اور اس بندہ کا حق بھی ہے جس پر الزام لگایا جاتا ہے۔ ہم ذکر کر چکے ہیں کہ قذف میں بندہ کے حق کی وجہ سے رجوع عن الاقرار نامقبول ہے۔ زنا کے اقرار سے توبہ کے بعد خلاصی ہو سکتی ہے لیکن قذف کے جرم میں توبہ کر کے بھی حد سے چھٹکارا نہیں مل سکتا۔

اس سلسلہ میں واقعہ انک کی مثال لیتے ہیں قرآنی آیات نے حضرت عائشہؓ کی برأت کر دی تینوں صحابہ کرام بھی مجرم ثابت ہو گئے۔ لیکن قذف کی سزا دو آدمیوں اور ایک عورت کو دی گئی جو سب کے سب سچے مسلمان اور صحابی تھے۔ عورت حضرت عائشہ ام المومنینؓ کی بہن تھیں۔ مسطح حضرت ابوبکرؓ کے رشتہ دار تھے اور حضرت حسان بن ثابت دربار نبوی کے شاعر تھے۔ اور کفار کے اشعار کا جواب حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی طرف سے

دیا کرتے تھے کیونکہ یہ معاملہ حقوق الیباد کا تھا اس لئے تینوں کو اسی کوڑے مارے گئے۔ اور قانون بھی اس سزا سے بچ نہ سکیں۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ اگر کوئی فقیہ یہ کہتا ہے کہ اگر عورت حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو برا کہے تو عورت کو موت کی سزا نہیں دی جاسکتی تو اس کی رائے قابل قبول نہ ہوگی۔ انک کے واقعہ میں عورت کو بھی وہی سزا دی گئی تھی جو باقی دونوں اصحاب کو دی گئی تھی جنس کی بنا پر سزایں تفریق نہیں کی جاسکتی حکم آج کل عورتیں برابری کا دعوے کر رہی ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شتم میں تو صرف حضور علیہ الصلاۃ والسلام بلکہ تمام مسلمانوں کو پہنچتا ہے۔ جیسا کہ ذکر

ہو چکا ہے۔ سب و شتم پر توبہ سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بلکہ مجرم اگر واقعی تائب ہو تو اس کا دل بھی یہی چاہے گا کہ اس جرم میں اسے موت کی سزا دی جائے اور وہ اس پر اسی طرح موت کی سزا پر اصرار کرے گا جیسا کہ حضرت ماعزؓ اور حضرت غامد نے رجم کئے جانے کے لئے اصرار کیا۔ بلکہ شتم نبیؐ کی صورت میں تائب مسلمان مجرم بطریق اولیٰ موت کی سزا پر اصرار کرے گا۔ اور وہ چاہے گا کہ موت کی سزا پر معافی کی پوری گارنٹی اس کو اسی طرح مل جائے جیسے کہ حضرت ماعزؓ کو مل گئی تھی۔

محی الدین حنفی کی رائے | محی الدین حنفی نے اس سلسلے میں عمدہ کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے۔

”السيف المشهور على الزنديق وساب الرسول“

نام سے ظاہر ہے کہ زندیق اور ساب کی توبہ مقبول نہیں۔

یہ کتاب چھپی نہیں۔ اس کا مخطوط موجود ہے۔ اس لئے ہم اس کتاب کا بیان ایک دوسری کتاب سے نقل کرتے ہیں جس کا نام ”احکام المتزدد مصنف عبدالرزاق السامرائی ہے اس کتاب میں مصنف اصل کتاب کے مخطوط سے یوں نقل کرتے ہیں۔

وقد نقل محیی الدین ذلك فقال (.....) واما الساب  
فالمدکور فی فتاویٰ البزازان من سب النبی صلی اللہ علیہ  
وسلم او احد ائمن الانبیاء فانہ یقتل حدا ولا توبة له اصلا  
سواء کان بعد التقدرۃ والشهادة او جاء تائبا من قبل نفسه  
لانہ حد وجب فلا یسقط فی التوبة ولا یتصور فیہ خلاف لاحد  
فانہ حق تعلق بہ حق العبد فلا یسقط بالتوبة کما یرحقوق  
الادیین וכحد التقذف لا یسقط بالتوبة وھذا مذھب الامام  
الاعظم ومذھب ابی بکر الصدیق وھذا عبارتہ وعلیٰ ہذا  
افتی علماء الروم الی یومنا ہذا وقبل فتوا ھم آل عثمان وھذا  
سبغی علی ان علة القتل ایذاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وایذاء

امتہ بسببہ وهو حق الآدمی وحفظ النظام والردۃ کما هو مذموب  
 الامام۔ واصحابہ وهذا حق اللہ والتوبة انما تدرار خالص  
 حق اللہ وحق العباد انما یندری بالرضا فی الحیاة ولهذا عفی  
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا فی ابتداء الاسلام بمقتضى  
 الحکم والمصالح ولم یوجب بعدہ دلیل الرضا یقیناً ولهذا  
 یقتل بعدہ علیہ السلام..... واعلم ان العلماء ذکرُوا  
 فی هذه المسألة انه لا ید من نظر الحاکم الی حال المتکلم بهذا  
 الکلمات الموحشة وكثرة السماع منه وصورة حاله من المهمة فی الدین  
 والتبذ بالسنة والدعوة للاحاد والسهو وزلق اللسان فی حکم بما یناسب...

ترجمہ: .... ساب کے متعلق قتل کی بزاز میں منقول ہے کہ جو شخص حضور یا انبیاء میں سے کسی  
 نبی کو برا کہے تو اسے بطور حد کے قتل کیا جائے گا۔ اور فی الاصل اس کے لئے توبہ نہیں  
 ہے۔ چاہے وہ پکڑ کر لایا جائے اور اس کے خلاف شہادتیں پیش کی جائیں یا وہ خود  
 بخود تائب ہو کر اپنے آپ کو پیش کرے کیونکہ یہ حد ہے جو واجب ہو چکی پس توبہ سے ساقط  
 نہیں ہوگی۔ اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ کوئی اس کے خلاف رائے دے گا کیونکہ یہ ایک  
 ایسا ہے جس کے ساتھ حق بندہ کا تعلق انتھی ہو چکا ہے۔ پس توبہ سے یہ حق رائل نہیں  
 ہوگا جیسا کہ تمام حقوق العباد کا معاملہ ہے اور جیسا کہ فذف کی حد کا معاملہ ہے جو کہ توبہ  
 سے ساقط نہیں ہوتی۔ یہ مذہب امام اعظم کا ہے اور حضرت ابو بکر صدیق کا بھی یہی  
 مذہب ہے۔ یہی اس کی عبارت ہے اور اسی کے مطابق روم کے علماء آج تک فتویٰ  
 دیتے رہے ہیں۔ آل عثمان سے قبل بھی یہی فتویٰ موجود تھا۔ اس فتویٰ کی علت یہ ہے کہ  
 قتل کی وجہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایذا پہنچانا ہے۔ اور ان کو برا کہنے کی وجہ سے  
 ان کی امت کو ایذا پہنچانا ہے۔ یہ آدمیوں کا حق ہے اور اس میں نظام کی حفاظت  
 ہے اور ارتداد سے روکتا ہے امام صاحب کا مذہب ہے اور یہی امام  
 صاحب کے اصحاب کا مذہب ہے (یعنی حنفی اصول فقہ کے مطابق یہی فتویٰ ہے)

باقی رہا اللہ تعالیٰ کا حق تو وہ توبہ سے ٹل جاتا ہے۔ لیکن بندہ کا حق اس بندہ کی زندگی میں اس کے معاف کرنے سے ہی نازل ہو سکتا ہے۔ اسی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابتدائے اسلام میں بہت سے لوگوں کو معاف کیا کیونکہ حکمت اور مصلحت کا تقاضا یہی تھا۔ لیکن آپ کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد آپ کی معافی اور رضامندی کی کوئی یقینی دلیل ہم حاصل نہیں کر سکتے۔ اس وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد آپ کے سب کو قتل کیا جائے گا.....

جان لو کہ علماء نے اس مسئلہ کے متعلق لکھا ہے حاکم کو چاہیے کہ متکلم کے حال پر غور کرے کہ ایسے عجیب الفاظ اس سے کیسے صادر ہوئے۔ اور کن لوگوں نے اس سے ایسے الفاظ سنے اور صورت حال کیا تھی۔ اس متکلم کا دینی حال کیا تھا یعنی لوگ اس کی دینی حالت کے متعلق کیا رائے رکھتے تھے۔ وغیرہ وغیرہ۔ وہ کس تماش کا آدمی ہے۔ وہ الحاد کی طرف دعوت دیتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں دیتا تو کیا محض سہو۔ بھول چوک سے اتفاقاً کوئی لفظ تو اس کے منہ سے نہیں نکل گیا ہے پس اس شخص کے حالات دیکھ کر حاکم اس کے متعلق جو مناسب ہو وہ فیصلہ کرے گا۔

عبد الرزاق السامرائی: احکام المرشد: ۱۰۸ (۱۰۹) مطبوعہ بیروت

مذکورہ بالا بیان کے فوراً بعد مصنف ابن صنویان ضنبلی کی رائے بیان کرتے ہیں

(بحوالہ المنار السبیل: ج ۲ ص ۲۰۹)

ہم ابن صنویان کی رائے ان کی اصل کتاب سے نقل کرتے ہیں جس میں انہوں نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جن کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔

وہ اپنی کتاب: منار السبیل جلد دوم میں یوں لکھتے ہیں۔

”رو لا یقبل فی الدنیا بحسب الظاہر توبۃ زندق  
دھو: المنافق الذی ینظہر الا سلام، وینفی الکفر  
لقولہ تعالیٰ (۰۰) الا الذین تابوا واصلحوا و بینوا“

والزندق: لا يعلم تبيين رجوعه، وتوبته، لانه لا يظهر منه بالتوبة خلاف ما كان عليه، فانه كان ينفي الكفر عن نفسه قبل ذلك، وقلبه لا يطرح عليه. ولامن تكرر رده، لقوله تعالى ان الذين آمنوا ثم كفروا ثم آمنوا ثم كفروا ثم ازدادوا كفرا لم يكن الله ليغفر لهم ولا ليهديهم سبيلا، له وقوله ان الذين كفروا بعد ايمانهم ثم ازدادوا كفرا لن تقبل توبتهم. ولان تكرار رده يدل على فساد عقيدته، وقلته مبالاته بالاسلام.

راد سب الله تعالى، اور رسوله، او مكاله لعظم ذنبه جدا فيدل على فساد عقيدته، قال احمد، لا تقبل توبة من سب النبي، صلى الله عليه وسلم.

وكذا من قذف نبيا او امه، لما في ذلك من التعرض للتقديح في النبوة الموجب لكفر.

ويقتل، حتى ولو كان كافرا فاسلم، لان قتله حد قذفه فلا يسقط بالتوبة، كقذف غيرها. ومن قذف عائشة بما براءها الله منه كفر بلا خلاف،

ترجمہ: یعنی دنیا میں حسب ظاہر زندق کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ زندق وہ منافق

ہوتا ہے جو ظاہر طور پر اپنے کو مسلمان کہتا ہے لیکن اپنے کفر کو چھپاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں — سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے توبہ کی۔ اور اپنی اصلاح کی اور احکام حق کو چھپانے کی بجائے ان کو بیان کرنے لگے۔ تو ایسے لوگوں کی توبہ ہم قبول کر لیں گے اور ہم بڑے ہی درگزر کرنے والے اور رحم کرنے والے ہیں۔ (البقرہ — ۱۶۰) لیکن زندیق کا معاملہ دوسرا ہے۔ نہ اس کے رجوع کے اظہار کا پتہ چلتا ہے اور نہ اس کی توبہ کا پتہ چلتا ہے۔ کیونکہ توبہ کے بعد بھی اس کی ظاہر حالت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ جس حالت میں تھا اسی حالت میں رہتا ہے کیونکہ وہ تو پہلے ہی اپنے کفر سے انکار کرتا تھا۔ اور اس کا دل اس کے کفر سے واقف نہ تھا۔

دوسرا شخص جس کی توبہ قبول نہیں ہوتی ایسا شخص ہے جو بار بار مرتد ہوتا اور اسلام لاتا ہے۔ اس کی توبہ قبول نہ ہونے کا ذکر قرآن میں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ ایمان لائے۔ پھر کفر کیا پھر ایمان لائے پھر کفر کیا پھر وہ کفر میں بڑھ گئے۔ اللہ تعالیٰ ایسے اشخاص کی بخشش نہیں کرے گا۔ (النسار: ۱۳۷)

مزید اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا۔ پھر اپنے کفر میں بڑھ گئے۔ ان کی توبہ اللہ قبول نہ کرے گا۔ (آل عمران: ۹۰) اس کی وجہ یہ ہے کہ بار بار مرتد ہونا اس کے عقیدہ کے فساد اور اسلام سے اس کی بے پرواہی پر دلالت کرتا ہے۔

اسی طرح سے جو اللہ کو برا کہے یا اس کے رسول کو یا اس کے فرشتے کو توبہ بہت ہی بڑا گناہ ہے جو اس کے عقیدہ کے فساد پر دلالت کرتا ہے امام احمد فرماتے ہیں کہ جو حضور علیہ الصلاة والسلام کو برا کہے تو اس کی توبہ قبول نہ ہوگی۔

جو کوئی کسی نبی کو قذف کرے یا ان کی والدہ ماجدہ کو قذف کرے تو اس کی سزا بھی یہی ہوگی یعنی اس کی توبہ قبول نہ ہوگی کیونکہ اس میں نبوت کی برائی ہوتی ہے جو کفر کی موجب ہے۔

ایسے شخص کو قتل کیا جائے گا چاہے وہ پہلے کافر ہو اور قذف کے بعد اسلام لے آئے۔ کیونکہ اس کو قتل کرنا اس کے قذف کی حد ہوگی۔ پس یہ حد توبہ سے زائل نہ ہوگی۔

جیسے کہ دوسروں کی قذف کی حد رجوا سی کوڑے ہوتی ہے، تو بے سے زائل نہیں ہوتی۔  
زندقیوں کی حد کے متعلق مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ میں ایک الگ باب ہے  
جو حسب ذیل ہے۔

### فی الزنادقة، ما حدہم

(۹۰۰۱) حدثنا ابو بکر قال حدثنا ابو بکر بن عیاش عن ابی حصین  
عن سوید بن غفلة ان علیا حرق زنادقة بالسوق، فلما رمی  
علیہم بالنار قال: صدق اللہ ورسولہ، ثم انصرف فاتبعته، قال:  
اسوید؟ قلت: نعم، یا امیر المؤمنین سمعتک تقول شیئا، قال  
یا سوید انی مع قوم جہال، فاذا سمعتنی اقول: قال رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم، فہو حق۔

(۹۰۵۲) حدثنا ابو بکر قال حدثنا عبد الرحیم بن سائب  
عن عبد الرزق بن عبد عن ابیہ قال کان اناس یاخذون  
الطاء والرزق ویصلون مع الناس، کانوا یعبدون الاصنام  
فی السر، فاتی بہم علی بن ابی طالب فوضعہم فی المسجد  
او قال: فی السجن، ثم قال: یا ایہا الناس ماترون فی قوم کانوا  
یاخذون الطاء والرزق ویعبدون ہذہ الاصنام؟ قال الناس  
اقتلہم. قال: لا، ولكنی اصنع بہم کما صنع یا بینا ابراہیم صلوات  
اللہ علیہ، فحرقہم بالنار۔

(۹۰۵۳) حدثنا ابو بکر قال حدثنا مروان بن معاویة عن ایوب  
بن، نعمان قال: شهدت علیا فی الرحبة وجاء رجل فقال: یا  
امیر المؤمنین ان ہنا اہل بیت لہم وثن فی دراہم یعبدونہ،



فقام علی یمشی حتی انتہی الی الدار فامرہم فدخلوا فخرجوا الہ  
تتمثال رخام، فالہب علی الدار۔

(۹۰۵۴) حدیثنا ابو بکر قال حدیثنا ابوالاحوص عن سماک عن  
قابوس بن مخارق عن ابيه قال: بعث علی محمد بن ابی بکر امیرا  
علی مصر، فکتب محمد الی علی یسئلہ عن زنادقة منهم من یؤبد الشمس  
والقمر، ومنہم من یعید غیر ذلک، ومنہم من یدعی للاسلام، فکتب  
علی و امر بالزنادقة ان یقتل من یدعی للاسلام، ویترک سائرہم  
ل یعیدون ما شاؤا۔

(۹۰۵۵) حدیثنا ابو بکر قال حدیثنا ابن عیینة عن ایوب عن عکرمة  
عن ابن عباس انه بلغه ان علیا اخذ زنادقة فاحرقہم، قال:  
نقال: اما انا فلو کنت لم اعذبہم بعد اب اللہ ولو کنت انا لقتلتہم  
لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من بدل دینہ فاقتلوا، مصنف ابن

ابی شیبہ۔ کتاب الحد و جلد نمبر ۱۰ ص ۱۴۲،

ترجمہ: ۹۰۵۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زندیقوں کو بازار میں زندہ جلایا۔ جب ان  
پر آگ پھینکی گئی تو آپ نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔ اس کے بعد آپ  
واپس چلے گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں آپ کے پیچھے گیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ  
کہ اے سوید کیا بات ہے؟ راوی نے کہا کہ یا امیر المؤمنین میں نے آپ کو کچھ کہتے  
ہوئے سنا آپ نے جواب دیا کہ میں جاہل لوگوں میں ہوں۔ جب تم مجھ سے  
کوئی بات سناؤ اور میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لوں تو وہ بات ہمیشہ سچ ہوتی ہے  
۹۰۵۳۔۔۔ ایک آدمی نے آکر حضرت علیؑ سے کہا کہ یہاں ایک گھر ہے۔ ان کے  
ہاں بت ہے جس کی وہ عبادت کرتے ہیں۔ حضرت علیؑ پیدل روانہ ہو گئے اور اس  
گھر پر پہنچ کر حکم دیا کہ اس میں سے سنگ مرمر کا بہت نکالو۔ پھر آپ نے گھر میں آگ  
لگوا دی۔

۱۔ حضرت علیؑ نے محمد بن ابی بکرؓ کو مصر میں امیر بنا کر بھیجا۔ انہوں نے وہاں سے خلیفہ کو خط لکھا اور زنادقہ کے متعلق سوال کیا جو کہ چاند و سورج کی عبادت کرتے تھے ان میں وہ بھی تھے جو دوسری اشیاء کی عبادت کرتے تھے۔ ان میں وہ بھی تھے جو اسلام کا دعویٰ کرتے تھے۔ حضرت علیؑ نے لکھا کہ ان زندیقوں کو قتل کر دو جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہوئے بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ اور باقی لوگوں کو چھوڑ دو وہ جس کی چاہیں عبادت کریں۔

۱۰۹۵۔ ابن عباسؓ کو جب یہ خبر پہنچی کہ حضرت علیؑ زنادقہ کو پکڑ کر جلا دیتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ اگر میں ہوتا تو اللہ کے عذاب یعنی جلانے کی سزا نہ دیتا بلکہ ان کو قتل کر دیتا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو اپنا دین بدل دے اسے قتل کر دو۔

دیکر روایات میں آیا ہے کہ جب حضرت علیؑ کو ابن عباس کی روایت پہنچی کہ حضور نے فرمایا کہ جلانے کی سزا صرف اللہ دے سکتا ہے کسی انسان کو یہ سزا دینی روایتیں تو آپ نے جلانا چھوڑ دیا اور قتل کرنے لگے۔

ابن عابدین بھی فرماتے ہیں کہ زندیق کی توبہ قبول نہ ہوگی اور مرتد کی توبہ قبول کی جائے گی۔ اور مرتد کا قتل حد ہے یعنی اس کی سزا میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ ہاں وہ اسلام لے آئے تو سزا نہ ملے گی۔

ان کے عربی الفاظ یوں ہیں :

دالمسئلة الثانية، في ان قتل الساب للكفر والحد اعلم ان المرتد يقتل بالاجماع كما مر وتوبته مقبولة باجماع اكثر العلماء واذالم يكن زنديقا وروى عن الحسن البصرى انه لا تقبل توبة المرتد بل يقتل وان اسلم وهو خلاف المشهور من مذهب الصحابة و التابعين ومن بعدهم ثم لاشك ان قتله اذ الم يتب ليس كقتل الكافر الاصلى الحر في حيث يتخير فيه الامام بين القتل والامتناع ووضع الجزية عليه حتى يصير له مالنا ولا يجبر على الاسلام والمرتد

بخلاف ذلك فانه يجبر على الاسلام ويقتل ان ابى له  
مزيد بن عابد بن كعته بن :

ويعد فاعلم ان مشهور مذهب مالك واصحابه قول السلف وجمهور  
العلماء قتله حد الاكفر ان اظهر التوبة منه ولهذا لا تقبل  
عندهم توبته ولا تنفعه استقالته وحكمه حكم الزنديق سواء  
كانت توبته بعد القدرة عليه والشهادة على قوله او جاء تائباً  
من قبل نفسه لانه حد وجب لا تسقطه التوبة كسائر الحد ود  
قال القاسبي اذا اقرب بالسب وتاب منه واظهر التوبة قتل بالسب  
لانه هو حده وقال محمد بن ابى زيد مثله واما ما بينه وبين الله  
تعالى فتوبته تنفعه قتل وقال ابن محنون من شتم النبي صلى الله  
تعالى عليه وسلم من الموحدين ثم تاب لم تنزل توبته عنه القتل  
وكذلك قد اختلف في الزنديق اذا جاء تائباً قال القاضي عياض و  
مسئلة سباب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم اقوى لا يتصور فيها  
الخلاف لانه حق متعلق للنبي ولامته بسببه لا تسقطه التوبة كسائر  
حقوق الادميين والزنديق اذا تاب بعد القدرة عليه فعند مالك والليث  
واسحق واحمد لا تقبل توبته وعند الشافعي تقبل واختلف فيه عن  
ابى حنيفة وابى يوسف وحكى ابن المنذر عن علي بن ابى طالب رضى  
الله تعالى عنه يستتاب قال محمد بن محنون ولم يزل القتل عن  
المسلم بالتوبة من سبه عليه الصلاة والسلام لانه لم يتقبل من  
دين الى غيره وانما فعل شيئاً حده عندنا القتل لاعفوفيه لاحد  
كالزنديق لانه لا يتقبل من ظاهرو الى ظاهره وقال القاضي ابو محمد بن

ترجمہ! دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ آیا سب الرسول کا قتل کفر کی وجہ سے ہے یا حد کی وجہ سے ہے۔ ہاں تو کہ مزید کے قتل پر اجماع ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔ اور اس کی توبہ اجماعاً مقبول ہوتی ہے جب کہ وہ زندیق نہ ہو۔ لیکن حسن بصری کی رائے یہ ہے کہ مرتد کی توبہ بھی مقبول نہیں ہوتی بلکہ وہ قتل کیا جائے گا چاہے وہ دوبارہ اسلام لے آئے۔ مگر ان کا یہ قول صحابہ تابعین اور بعد کے لوگوں کے مشہور قول کے خلاف ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں بھی شک نہیں کہ مرتد کا قتل جب کہ وہ توبہ نہ کرے ایسا قتل نہیں جیسا کہ اصلی یعنی کافر کا قتل ہوتا ہے کیونکہ اصلی کافر کے معاملہ میں امام کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ اسے قتل کرے یا غلام بنائے یا اس پر جزیہ عائد کر دے۔ اسے اسلام لانے پر مجبور بھی نہیں کیا جاتا۔ لیکن مرتد کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ اسے اسلام لانے پر مجبور کیا جاتا ہے اور اگر انکار کرتا ہے تو اسے قتل کر دیا جاتا ہے۔۔۔۔۔ مزید ابن عابدین لکھتے ہیں۔

جان لو کہ امام مالک ان کے اصحاب اور سلف اور جمہور علماء کا قول یہی ہے کہ سب الرسول کو حداً قتل کیا جائے گا کافر ہونے کی وجہ سے قتل نہیں کیا جائے گا چاہے وہ توبہ بھی کرے اسے قتل کیا جائے گا۔ پس ان کے نزدیک اس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی۔ نہ اسے اس بات سے کوئی فائدہ ہوگا کہ وہ خود اپنے کو قتل کے لیے پیش کرے۔ اس کا حکم زندیق کے مثل ہوگا یعنی کہ یہ بات اس کے حق میں برابر ہوگی کہ وہ چاہے پکڑا ہوا لایا جائے اور اس کے خلاف شہادتیں پیش ہوں کہ اس نے شتم کیا ہے۔ یا وہ خود تائب ہو کر آئے۔ کیونکہ وہ تو حد ہے جو واجب ہو چکی (تیرکمان سے نکل چکا)، اور توبہ سے وہ ساقط نہیں ہوگی جیسا کہ دوسری حدود توبہ سے ساقط نہیں ہوتیں۔

تا بسی کہتے ہیں کہ جب مجرم سب کا اقرار کر لے مگر پھر اس سے توبہ کر لے اور توبہ کا اظہار بھی کرے۔ پھر بھی وہ قتل کیا جائے گا کہ وہ توبہ کی حد ہے۔ محمد بن ابی زید نے بھی یہی بات کہی ہے۔ ہاں جو معاملہ اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان ہے تو اس میں اس کو توبہ کا فائدہ پہنچے گا۔

ابن سحنون کہتے ہیں کہ اگر کوئی مسوحد حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو گالی دے پھر توبہ کرے تو اس کی توبہ سے اس کے قتل کا حکم زائل نہیں ہوگا اسی طرح زندیق کے معاملہ میں بھی اختلاف ہے جب کہ وہ خود تائب ہو کر آئے۔ لیکن سبب الرسول کا مسئلہ زندیق سے زیادہ قوی دلائل پر مبنی ہے زندیق کے خود تائب ہو کر آنے کے بعد اس کے یقینی قتل میں تو اختلاف کا تصور ہو سکتا ہے۔ لیکن سبب الرسول کی توبہ کے بعد یقینی طور پر قتل کیے جانے کے سلسلے میں اختلاف کا کوئی تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایسا حق ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہے اور ساتھ ساتھ آپ کی امت سے بھی متعلق ہے۔ اس وجہ سے سبب الرسول سے قتل کی سزا کا اسقاط نہیں ہوگا جیسے کہ تمام حقوق العباد کا معاملہ ہے کہ توبہ سے حقوق العباد (مثلاً کذب - قصاص - قرض زنا بالجبر وغیرہ وغیرہ) ساقط نہیں ہوتے (بلکہ حقوق العباد تو شہید سے بھی ساقط نہیں ہوتے)۔

زندیق جب کہ وہ پکڑے جانے کے بعد توبہ کرے تو مالک - لیث - اسحاق - اور احمد رحمہم اللہ کے نزدیک اس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی امام شافعی کے نزدیک قبول کر لی جائیگی امام ابو حنیفہ اور ابویوسف سے مختلف اقوال قتل کے گئے ہیں، ابن المنذر حضرت علیؓ کے مشفق کہتے ہیں کہ وہ زندیق کی توبہ قبول کر لیتے تھے۔ (لیکن جہاں تک سبب الرسول کا سوال ہے) محمد بن سحنون کہتے ہیں سبب الرسول کی توبہ سے اس کے قتل کا حکم زائل نہ ہوگا کیونکہ وہ ایک دین سے دوسرے دین کی طرف منتقل نہیں ہوا۔ اس نے تو ایسا جرم کیا ہے جس کی سزا حداً قتل ہے۔ اس کی سزا میں کوئی معافی نہیں کی جا سکتی مذکورہ بالا دلائل اور بحث کے بعد یہ بات واضح ہو گئی کہ سبب الرسول کی سزا قتل ہے جو حداً ہے اور اس میں تحقیف نہیں ہو سکتی۔ دوسری بات یہ کہ علماء کی اکثریت اس بات کی قائل ہے کہ زندیق کی سزا بھی قتل ہے اور توبہ سے سبب الرسول کی طرح زندیق کی سزا بھی زائل نہیں ہوتی لیکن سبب الرسول کی سزا زائل نہ ہونے اور حداً اس کی سزا قتل ہونے کے دلائل زیادہ قوی ہیں اور چند شاذ آراء کے علاوہ

علاوہ سلف سے خلف تک تمام علماء اسی کے قائل رہے ہیں کہ سب الرسول کی منراثبت جرم کے صحیح طور پر ثابت ہونے کے بعد حد اقتل ہے اور خود تائب ہو کر آنے سے بھی اس کی سزا میں کوئی فرق نہ پڑے گا۔ مکی دور میں سب الرسول کو اللہ تعالیٰ خود قتل کی سزا دیتا رہا اور مدینہ میں اگر حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے آدمی بھیج کر سچو کرنے والوں کو قتل کرایا۔ اور قرآن سے سب الرسول کے قتل کی سزا ثابت ہے۔

جہاں تک پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قانون کا تعلق ہے تو اس میں بڑی خامی یہ ہے کہ اس سے لوگوں کو یہ غلط فہمی ہو سکتی ہے کہ شاید سب الرسول کی ایک شرعی سزا عمر قید بھی ہے۔ البتہ اس کا ایک پہلو تسلی بخش بھی ہے۔ وہ یہ کہ پارلیمنٹ نے۔ اجنباد کو عدالت کی طرف منتقل کر دیا ہے اور قاضی کو موت کی سزا کا حق دے دیا ہے۔